دف بجانے کے تعلق سے امام اہل سنت کے چند فتوے

ھذا کلہ ظاھر بین عند من نور اللہ تعالٰی بصیرتہ وجمیع ما نھینا عنہ فان علیہ دلائل ساطعۃ من القراٰن العظیم والحدیث الکریم والفقۃ القویم بید ان وضوح الحکم اغنانا عن سردھا فلنذکر بعض دلائل علی ما ذکرنا اباحتہ فانا نرٰی ناسا یشدد ون الامر یطلقون القول بالتحریم ومنھم من یبیح ضرب الدف بشرط ان لا یکون معہ شیئ من الشعر وانما یکون محض دف مع ان الاحادیث تردذٰلک کما ستعلم مما ھنالک اخرج الامام البخاری فی صحیحہ من الربیع بنت معوذ بن عفرا قالت جاء النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم فدخل حسین بن علی فجلس علی فراشی کمجلسک منی فجعلت جویریات لنا یضربن بالدف ویندبن من قتل من اٰبائی یوم بدر الحدیث۔

یہ سب کچھ اچھی طرح واضح ہے ہر اس بندے پر جس کو اللہ تعالٰی نے دل کی روشنی بخشی ہے اور تمام وہ باتیں جن سے ہم نے منع کیا ہے کیونکہ اس پر قرآن عظیم، حدیث مبارک اور فقہ قویم کے روشن دلائل موجود ہیں لہذا واضح حکم نے ہمیں اس کی تفصیل سے بے نیاز کر دیا ہے پھر ہم بعض دلائل بیان کرتے ہیں اس مسئلہ پر جس کی اباحت ہم نے پہلے ذکر کر دی کیونکہ کچھ لوگوں کو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ معاملہ میں سختی کرتے ہیں اور مطلق تحریم کا قول ذکر کرتے ہیں (قول بالتحریم مطلق بیان کرتے ہیں) اور کچھ وہ لوگ ہیں جو دف بجانا مباح کہتے ہیں مگر اس شرط کے ساتھ کہ اشعار نہ پڑھے جائیں بلکہ صرف دف بجائی جائے حالانکہ حدیث میں اس کی تردید آئی ہے اور جو کچھ یہاں مذکور ہوگا عنقریب تم جان لوگے امام بخاری نے اپنی صحیح میں ربیع بنت معوذ بن عفراء کے حوالہ سے تخریج فرمائی کہ اس بی بی نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لائے تو حضرت حسین بن علی حاضر خدمت ہوئے اور میرے بچھونے پر اس طرح تشریف فرما ہوئے جیسے تمھارا میرے پاس بیٹھنا ہے اور ہماری کچھ بچیاں دف بجا بجا کر ہمارے اکابر شہداء بدر کے مرثیے پڑھتی رہیں۔ الحدیث۔

(۱ صحیح البخاری کتاب النکاح باب ضرب الدف بالنکاح قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۷۳)

فتوی رضویہ جلد ۲۳

۲ قال الامام البدر محمود العینی فی عمدۃ القاری تحت الحدیث الاول فی الحدیث فوائد (اِلٰی ان قال) منھا الضرب بالدف بحضرۃ الشارع الملۃ ومبین الحل من الحرمۃ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واعلان النکاح بالدف والغناء المباح فرقا بینہ وبین ما یستتر بہ من السفاح ۱ اھ

امام بدرالدین محمود عینی نے عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کی پہلی حدیث کے ذیل میں فرمایا حدیث میں بہت سے فوائد ہیں (وہ سب شمار کرتے ہوئے) یہاں تک فرمایا ان میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ شارع ملت کی موجودگی میں دف بجائی گئی اور حلت و حرمت ظاہر کرنے والے صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایسا کیا گیا، اور دف بجا کر اور مباح گانا گا کر نکاح کا اعلان کرو تاکہ نکاح اور خفیہ بدکاری (حلال و حرام) کا فرق واضح ہو جائے،

(۱؎ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کتاب النکاح باب ضرب الدف فی النکاح ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۲۰/ ۱۳۶)

وفی المرقاۃ قیل تلک البنات لم یکن بالغات حد الشھوۃ وکان دفھن غیر مصحوب بالجلاجل قال اکمل الدین الدف بضم الدال اشھر وافصح ویروی بالفتح ایضا وفیہ دلیل علی جواز ضرب الدف عند النکاح والزفاف للاعلان، والحق بعضھم الختان والعیدین والقدوم من السفر ومجتمع الاحباب المسرور، وقال المراد بہ الدف الذی کان فی زمن المتقدمین واما ما علیہ الجلاجل فینبغی ان تکون مکروھا بالاتفاق ۲؎ اھ

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے کہا گیا کہ وہ بچیاں نابالغہ تھیں حد بلوغت کو پہنچی ہوئی نہ تھیں اور ان کی دفیں بھی جھار والی نہ تھیں، امام اکمل الدین نے فرمایا الدف حرکت پیش کے ساتھ زیادہ مشہور ہے اور دال پر زبر کی حرکت کی روایت بھی ہے اور یہ دلیل ہے کہ نکاح کرنے اور دلہن کو رخصت کرنے کے وقت اعلان کے لئے دف بجانا جائز ہے اور بعض نے تقریب ختنہ، عیدین، سفر سے واپسی اور دوستوں کے اجتماع کو بھی تقریب شادی سے ملحق کیا ہے یعنی ان تمام مواقع پر بھی دف بجانے کی اصل اجازت ہے اور فرمایا کہ اس سے وہ دف مراد ہے جو گزشتہ زمانے میں مروج تھی، اور جھار والی دف بجانا بالاتفاق مکروہ ہے۔

(۲؎ مرقاۃ المفاتیح کتاب النکاح باب اعلان النکاح الفصل الاول مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۶/ ۳۰۱)

وفی العینی تحت الحدیث الثانی فی التوضیح اتفق العلماء علی جواز اللھو فی ولیمۃ النکاح کضرب الدف وشبھہ ۱؎ الخ

علامہ عینی دوسری حدیث کی وضاحت فرماتے ہیں ولیمہ و نکاح کے موقع پر کھیل کود کو اہل علم بالاتفاق مباح اور جائز قرار دیتے ہیں جیسے دف بجانا یا اس کے مشابہ کسی آلہ لہو کو استعمال کرنا الخ،

(۱؎ عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری کتاب النکاح باب النسوۃ اللاتی یھدین الخ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۲۰/ ۱۴۹)

فتوی رضویہ جلد ۲۳

مرقاۃ میں ان الفاظ (ماکان معکم لھو) کے ذیل میں ہے۔ کیا تمھارے پاس کوئی دف بجانے والا نہیں اور نہ ایسا کوئی اشعار پڑھنے والا ہے کہ جن میں کوئی گناہ نہیں، شادیوں میں اس کی اجازت ہے یونہی کہا گیا۔ اور زیادہ ظاہر وہ بات ہے جو علامہ طیبی نے ارشاد فرمائی کہ حدیث میں تحضیض یعنی ابھارنے اور اکسانے کا مفہوم پایا جاتا ہے جیسا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی روایت میں "الاارسلتم الخ" کے الفاظ ہیں یعنی کیا تم نے اس لڑکی کے ساتھ اس کو نہ بھیجا جو یوں کہتا (اتیناکم الحدیث) ملخص پورا ہوگیا۔

(۲؎ مرقاۃ المفاتیح کتاب النکاح باب اعلان النکاح الفصل الاول مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۶/ ۳۰۲)

وفیھا تحت الحدیث السابع ای وان اللہ یحب ان تؤتی رخصۃ کما یحب ان تؤتی عزائمہ ۳؎ اھ قلت فالتحضیض کالتحضیض علی الرخصۃ لالانہ الافضل فافھم وفی اشعۃ اللمعات تحت الحدیث السادس تغنی مباح است در نکاح مثل دف ۴؎ اھ

اور اسی میں ساتویں حدیث کے ذیل میں ہے یعنی اللہ تعالٰی پسند کرتا ہے کہ رخصت پر عمل کیا جائے جیسا کہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کی عزیمتوں کو ادا کیا جائے (عبارت مکمل) میں کہتا ہوں یہ تخصیص اسی طرح ہے جیسے رخصت پر تخصیص، یہ نہیں کہ وہ افضل ہو اس کو سمجھ لیا جائے، اشعۃ اللمعات میں چھٹی حدیث کے ذیل میں ہے کہ نکاح میں گانا بجانا مباح ہے جیسے دف بجانا اھ ___________

(۳؎ مرقاۃ المفاتیح کتاب النکاح باب اعلان النکاح الفصل الثالث مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۶/ ۳۱۹)
(۴؎ اشعۃ اللمعات کتاب النکاح باب اعلان النکاح الفصل الثانی مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۳/ ۱۲۰)

وفی حظر ردالمحتار قبیل فصل اللبس عن الحسن لا باس بالدف فی العرس یشتھر وفی السراجیۃ ھذا اذا لم یکن لہ جلاجل ولم یضرب علی ھیأۃ التطرب ۱؎ اھ

فتاوٰی شامی کی بحث حظر میں ہے جو فصل اللبس سے کچھ پہلے حضرت حسن سے روایت ہے کہ تشہیر کے لئے تقریب میں دف بجائی جاسکتی ہے اور دف کے بجائے میں کوئی حرج نہیں، سراجیہ میں ہے کہ یہ اجازت اس صورت میں ہے کہ دف باآواز جہار نہ ہو، اور وہ گانے کی طرز پر نہ بجائی جائے، (عبارت مکمل)

(۱؎ ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۲۳)

وفی الھندیۃ سئل ابویوسف عن الدف أتکرھہ فی غیر العرس بان تضرب المرأۃ فی غیر فسق للصبی قال لااکرھہ واما الذی یجیئ منہ اللعب الفاحش للغناء فانی اکرھہ کذا فی محیط السرخسی ولا باس بضرب الدف یوم العید کما فی خزانۃ المفتین ۲؎ اھ،

اور فتاوٰی عالمگیری میں ہے امام ابویوسف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے دف کے بجانے کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا آپ تقریب شادی کے بغیر اس کو ناپسند کرتے ہیں کہ عورت بغیر حالت فسق کے صرف بچہ کے لئے بجائے، فرمایا میں اس کو ناپسند نہیں کرتا لیکن وہ جو گانے کے لئے فحش کھیل کے طور پر بجائے تو وہ ناپسندیدہ ہے۔ محیط سرخسی میں یونہی مذکور ہے۔ عید کے دن دف بجانے میں کوئی مضائقہ نہیں اسی طرح خزانۃ المفتین میں ہے اھ،

(۲؎ فتاوٰی ہندیۃ کتاب الکراہیۃ الباب السابع نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۵۲)

وفی شھادات ردالمحتار جواز ضرب الدف فیہ (ای فی العرس) خاص بالنساء کما فی البحر عن المعراج بعد ذکرہ انہ مباح فی النکاح ومافی معناہ من حادث سرور قال ھو مکروہ للرجال علی کل حال للتشبہ بالنساء ۳؎ واللہ تعالٰی اعلم۔

ردالمحتار کی بحث شہادت میں ہے کہ شادی میں دف بجانا عورتوں کے ساتھ خاص ہے اس وجہ سے جو بحر الرائق میں معراج سے منقول ہے بعد اس ذکر کرنے کے کہ وہ تقریب نکاح اور خوشی کے موقع سے جو مناسبت رکھتا ہو اس میں دف بجانا مباح ہے۔ اور فرمایا مردوں کے لئے وہ ہر حال میں مکروہ ہے کیونکہ اس میں عورتوں سے مشابہت پائی جاتی ہے اور اللہ تعالٰی بڑا علم والا ہے۔ (ت)

(۳؎ ردالمحتار کتاب الشہادات باب قبول الشہادت داراحیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۳۸۲)

مسئلہ ۹۶: از شاہجہانپور محلہ خلیل مرسلہ مولوی ریاست علی خاں صاحب واز رامپور خانقاہ مولینا ارشاد حسین مرسلہ مولوی سلامت اللہ صاحب غرہ محرم الحرام ۱۳۲۳ھ

ماقولکم ایھا العلماء الکرام رحمکم اللہ فی ھذا المرام ان ضرب الدف والبنادیق فی العرس لغرض اعلان النکاح او فخریۃ ھل یجوز عند الشرع ام، لا۔ بینوا بمسند الکتاب توجروا یوم الحساب۔

اے علماء کرام اللہ تعالٰی تم پر رحم وکرم فرمائے، اس مسئلہ میں تم کیا فرماتے ہو کہ شادی میں اعلان نکاح کی غرض سے دف بجانا جائز ہے یا نہیں؟ اور بندوقوں سے ہوائی فائرنگ کرنا خواہ اعلان نکاح کے لئے ہو یا فخریہ طور پر ہو کیسا ہے؟ کتاب وسنت کے حوالے سے بیان فرماؤ تاکہ بروز حساب اللہ تعالٰی کے ہاں اجر وثواب پاؤ۔ (ت)

خلاصۃ جواب المولوی ریاست علی خان

یجوز ضرب الدف بلا جلاجل والبنادیق بغرض اعلان النکاح ولا یجوز فخریۃ ولا تطربا فی الحدیث اضربوا علیہ الدفوف وضرب المدفع یجوز لاعلان افطار الصوم ولزوم الصوم واختتام وقت سحری ووقت نصف النہار وغیرہا کما ھو معتاد مروج فی اکثر بلاد الاسلام خصوصا فی مکۃ المعظمۃ فعلی ھذا ای تامل فی جواز ضرب البنادیق لغرض اعلان النکاح لانہ مامور باعلان عن لسان صاحب الشرع وفی ردالمحتار ان المدفع یفید غلبۃ الظن وان کان ضاربہ فاسقالان العادۃ ان الموقت یذھب الی دار الحکم اُخر النہار فیعین لہ وقت ضربہ فیغلب بھذہ القرائن عدم الخفاء وعدم قصد الافساد والالزم تاثیم الناس وایضا فیہ والظاہر انہ یلزم اھل القری الصوم بسماع المدافع من المصر لانہ علامۃ ظاہرۃ تفید غلبۃ الظن حجۃ موجبۃ للعمل ۲؎ فثبت ان ضرب المدافع مروج مشروع، وایضا فی ردالمحتار اٰلۃ اللھو لیست محرمۃ لعینھا بل لقصد اللھو منھا امامن سامعھا او من المشتغل بھا ۱ھ قلت وحرمۃ الاٰت اللھو لقصد اللھو فی غیر العرسِ واما فی العرس فاللھو مباح من حدیث عائشہ زفت امرأۃ الی رجل من الانصار فقال صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ماکان معکم لھو فان الانصار لیعجبھم اللھو رواہ البخاری ۲؎ وھذا علی تسلیم ان البنادیق من الاٰت اللھو والا فلا شاعۃ فیھا من قبل، واللہ سبحانہ اعلم۔

اعلان نکاح کی غرض سے دف بجانا جائز ہے جبکہ اس کی آواز گھنگرو اور گھنٹی کی جھنکار کے ساتھ نہ ہو یا اس کے مشابہ نہ ہو، اسی طرح ہوائی فائرنگ بھی جائز ہے مگر فخر وغرر کے طور پر جائز نہیں، چنانچہ حدیث پاک میں ہے کہ نکاح کی تشہیر کے لئے دف بجایا کرو روزہ کے وقت کے آغاز کا اعلان کرنے کے لئے سحری کے وقت، روزہ افطاری کے وقت اور دوپہر وغیرہ کے وقت توپ کا گولہ چھوڑنا جائز ہے جیسا کہ اکثر اسلامی ممالک اور مدائن میں معمول ہے بالخصوص مکہ مکرمہ میں یہ طریقہ رائج ہے پس اس بناء پر تشہیر نکاح کے لئے فائرنگ وغیرہ کے جواز کے بارے میں کیا اشکال ہو سکتا ہے (یعنی یہ بلاشبہہ جائز ہے۔ مترجم) کیونکہ صاحب شرع کی زبان سے اس کے اعلان کا حکم ہے، فتاوٰی شامی میں ہے توپ کا گولہ مفید غلبہ ظن ہے اگرچہ توپ چلانے والا فاسق ہو اس لئے عادۃً اس کام پر مقرر آدمی دن کے آخری حصے میں دار قضا کی طرف جاتا ہے پھر اس کے لئے چھوڑنے کا وقت مقرر کیا جاتا ہے لہذا ان قرائن کی وجہ سے غلطی کا ارتکاب نہ ہونے اور فساد پھیلانے کا

ارادہ نہ ہونے کا غالب گمان ہوتا ہے ورنہ لوگوں کا گناہگار ہونا لازم آئے گا،اور اسی میں یہ بھی مذکور ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ دیہات والے اگر شہر کی طرف سے توپ کے گولے کی آواز (بطور اعلان شہادت رؤیت چاند) سنیں تو ان پر روزہ رکھنا لازم ہو جائے گا اس لئے کہ یہ ایک ظاہری علامت ہے جو غلبہ ظن کا فائدہ دیتی ہے اور غلبہ ظن ایک ایسی دلیل ہے جو عمل کرنا واجب کر دیتی ہے لہذا ثابت ہوا کہ اس مقصد کے لئے توپیں چلانا مباح اور جائز ہے نیز فتاوٰی شامی میں ہے کہ کھیل کود کے آلات فی نفسہ حرام نہیں بلکہ کھیل تماشے کے ارادے سے ان کا استعمال کرنا حرام ہے خواہ "قصد لہو" سامع کی طرف سے ہو یا انھیں استعمال کرنے اور ان سے شغل رکھنے والے کی طرف سے ہو اھ، میں کہتا ہوں آلات لہو کی حرمت۔لہو ولعب کے قصد سے موقع شادی کے علاوہ ہے۔جہاں تک شادی کا تعلق ہے تو ان کا استعمال حدیث عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی وجہ سے مباح ہے، چنانچہ ام المومنین نے ارشاد فرمایا کہ ایک عورت کو (تیار کرکے) ایک انصاری کے پاس بھیجا گیا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس موقع پر ارشاد فرمایا: کیا تمھارے پاس کھیل کود کا سامان نہیں تھا کیونکہ انصار کو کھیل کود سے خوشی ہوتی ہے، امام بخاری نے اس کو روایت کیا ہے اور یہ اس بناء پر ہے کہ اگر یہ تسلیم کرلیں کہ بندوقوں سے فائرنگ وغیرہ "آلات لہو" میں شامل ہے ورنہ اس سے پہلے ان میں کوئی قباحت نہیں،اور اللہ تعالٰی پاک سب کچھ اچھی طرح جاننے والا ہے (جواب مولوی ریاست علی خان مکمل ہو گیا ہے)

(۱؎ ردالمحتار کتاب الصوم باب مایفسد الصوم داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۱۰۶)
(۲؎ ردالمحتار کتاب الصوم باب مایفسد الصوم داراحیاء التراث العربی بیروت ۲/ ۹۱)
(۱؎ ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۲۳)
(۲؎ صحیح البخاری کتاب النکاح باب النسوۃ اللاتی تہدین المرأۃ الی زوجہا قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۷۵)

خلاصہ جواب الشاہ سلامت اللہ فی تائیدہ

لاریب فی جواز ضرب الدف لاعلان النکاح بل فی سنتہ فی الفتاوی الغیاثیۃ ضرب الدف فی النکاح اعلان وتشہیر اسنۃ ویجب ان یکون بلا سنجات وجلاجل ۳؎ اھ

اعلان نکاح کے لئے دف بجانا کے جواز بلکہ اس کے سنت ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔

فتاوٰی غیاثیہ میں ہے: نکاح کے موقعہ پر دف اس کے اعلان اور تشہیر کے لئے سنت ہے اور ضروری ہے کہ دف کی آواز گھنگروٹلیوں کے مشابہ زوردار نہ ہو اھ۔

(۳؎ فتاوٰی غیاثیہ کتاب الاستحسان الفصل الرابع مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ص ۱۰۹)

فتوی رضویہ جلد ۲۳

وکذاالطبل قال المحقق العینی والطبل انماکان منھیااذاکان للھوامالغیرہ فلا بأس کطبل الغزاۃ والعرس ۱؎ وقد صح ضرب الدف لیلۃ العرس وفی الاعیاد عندالنبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم واکدذلک بمارواہ احمد والترمذی عن النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال فصل مابین الحلال والحرام الصوت والدف فی النکاح ۲؎ وبمارواہ النسائی عن عامر بن سعد قال دخلت علی قرظۃ وابی مسعود الانصاری فی عرس واذاجوار یغنین فقلت انتما صاحبارسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ومن اھل بدر یفعل ھذا عندکم فقال اجلس ان شئت فاسمع معناوان شئت اذھب رخص لنافی اللھو عندالعرس ۱؎۔ وفی خزانۃ المفتین لا بأس بان یکون لیلۃ العرس دف یضرب للشھرۃ واعلان النکاح۔ وقال الفقیہ ابواللیث ھذااذالم یکن علیہ جلاجل امااذاکان فیکرہ کذافی الظھیریۃ ۲؎

اور طبلہ بھی اسی طرح ہے محقق عینی نے فرمایا: طبلہ اس وقت منع ہے جب لہوولعب کے لئے ہو اگر اس مقصد کے لئے نہ ہو تو کوئی حرج نہیں جیسے اگر اعلان جہاد کے لئے یا شادی وغیرہ کے موقع پر اس کا استعمال اور شادی والی رات دف بجانا جائز ہے اور عید کے مواقع پر حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے روبرو دف بجائی گئی اور اس کی تاکید کی گئی اس حدیث سے جو امام احمد اور امام ترمذی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کی آپ نے ارشاد فرمایا حلال اور حرام میں فرق نکاح میں دف بجانے اور گیت گانے سے ہے، اور وہ حدیث جس کو امام نسائی نے عامر بن سعد سے روایت کیا ہے انھوں نے فرمایا میں ایک شادی میں قرظہ اور ابومسعود انصاری کے ہاں گیا وہاں چند بچیاں گیت گارہی تھیں میں نے (یہ منظر دیکھ کر) کہا رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اے بدری ساتھیو! تمھارے ہاں یہ کام ہورہا ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ اگر مرضی ہو تو ہمارے ساتھ بیٹھ کر تم بھی سنو اور اگر مرضی نہیں ہے تو یہاں سے چلے جاؤ (اور ہمیں نہ ٹوکو) کیونکہ ہمیں شادیوں کے مواقع پر کھیل کود کی رخصت دی گئی ہے۔ اور خزانۃ المفتین میں ہے کہ شادی والی رات اعلان نکاح اور شہرت کے لئے اگر دف بجائی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں، فقیہ ابواللیث نے فرمایا کہ یہ جواز اس وقت ہے یا اس صورت میں ہے کہ جب دف کی آواز گھنٹی کی جھنکار جیسی ہو لیکن وہ آواز اگر گھنٹی کے مشابہ اور جھنکار والی ہو تو اس کے استعمال (یعنی دف بجانا) مکروہ ہے، یونہی فتاوٰی ظہیریہ میں بھی ہے اھ۔

(۱؎)

(۲؎ جامع الترمذی ابواب النکاح باب ماجاء فی اعلان النکاح امین کمپنی دہلی ۱/ ۱۲۹)

(مسند احمد بن حنبل حدیث محمد بن حاطب رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۴۱۸و۴/ ۲۵۹)

(۱؎ سنن النسائی کتاب النکاح اللھو والغناء عندالعرس نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲/ ۹۲)

(۲؎ خزانہ المفتین کتاب الکراھیۃ قلمی نسخہ ۲/ ۲۱۱)

اقول: اطلاق الاحادیث ینادی بجوازہ مع الجلاجل ایضاولعل القول بالکراہۃ لعلۃ اخری وقد ظھر من کلام المحقق العینی ان دف العرس وطبلہ لیسا داخلین فی اللھو ولوکانا جازایضافی النکاح بنص الحدیث کماافادہ الفاضل المجیب وقد منا التصریح بذلک فی روایۃ النسائی وکذاالاشبہ فی جواز ضرب البنادیق والمدافع فی العرس وامثالہ۔

میں کہتاہوں کہ حدیثوں کا علی الاطلاق وارد ہونا اس بات کا اعلان کر رہاہے کہ "جلاجل" گھنٹی کی جھنکار جیسی آواز ہونے کے باوجود اس کا استعمال جائزہے اور کراہت والا قول شاید کسی دوسری وجہ سے ہو نیز محقق عینی کے کلام سے ظاہر ہوا کہ شادی میں دف اور طبلہ بجانالہو میں شمار نہیں ہوتااور اگر شمار ہو بھی تو نص حدیث کی وجہ سے ان کا استعمال جائزہے اور کراہت والا قول شاید کسی دوسری وجہ سے ہو، نیز محقق عینی کے کلام سے ظاہر ہوا کہ شادی میں دف اور طبلہ بجانالہو میں شمار نہیں ہوتااور اگر شمار ہو بھی تو نص حدیث کی وجہ سے ان کا استعمال جائزہے جیساکہ فاضل مجیب نے افادہ پیش کیاہے اور روایت نسائی کے حوالہ سے ہم نے اس کی تصریح قبل ازیں کر دی ہے اور اسی طرح شادی وغیرہ میں بندوقوں سے فائرنگ کرنے اور توپ سے گولہ باری کرنے کے جواز میں بھی کوئی شبہہ نہیں۔

الجواب: اللھم لک الحمد والیک الصمد صل علی حبیبک النور مانح السرور وعلی الہ وصحبہ الی یوم النشور ضرب الدف لاعلان النکاح واظھار السرور فی مستحبات الافراح جائز ومباح مافیہ جناح بل مندوب ومطلوب بالقصد المحبوب لکن یکرہ للرجال بکل حال وانما جواز للنساء علی ما قالہ فحول العلماء وانما ینبغی لنحو الجواری من الاماء والذراری دون السردات ذوات الھیئات۔

اے اللہ! تیرے ہی لئے سب تعریف ہے اور تیری ہی طرف بندوں کا قصد ہے اور اپنے مبارک حبیب پر رحمت بھیج جو خوشی عطاکرنیوالے شرانگیز کاموں سے روکنے والے اور قیامت کے دن تک ان کی آل اور ساتھیوں پر نزول رحمت ہو۔ہاں اعلان نکاح اور اظہار خوشی کے لئے مستحب مواقع میں دف بجانا جائزاور مباح ہے بلکہ اچھے ارادے سے مندوب ومطلوب ہے لیکن مردوں کے لئے ناپسندیدہ ہے البتہ عورتوں کے لئے جائز ہے جیساکہ اکابر علماء نے ارشاد فرمایا۔اسی طرح چھوٹی بچیوں کے لئے خواہ آزاد ہوں یالونڈیاں دف بجانا جائزہے نہ کہ ان معزز شکل وشباہت رکھنے والی خواتین کے لئے۔

فی الدر المختار جاز ضرب الدف فیہ[۱] اھ یرید العرس قال فی ردالمحتار جواز ضرب الدف فیہ خاص بالنساء کمافی البحر عن المعراج بعد ذکرہ انہ مباح فی النکاح ومافی معناہ من حادث سرور قال وھو مکروہ للرجال علی کل حال للتشبہ بالنساء[۱] اھ،

چنانچہ درمختار میں ہے۔شادیوں میں دف بجانا جائزہے۔علامہ شامی نے اپنے فتاوٰی میں لکھاہے کہ شادیوں میں دف بجانا عورتوں کے ساتھ خاص ہے اس لئے کہ البحرالرائق میں معراج الدرایہ کے حوالے سے منقول ہے کہ اس مسئلہ کے ذکر کرنے کے بعد کہ نکاح اور اس جیسی خوشی کے موقع پر اگرچہ دف بجانا مباح ہے لیکن ہر حال میں مردوں کے لئے مکروہ ہے کیونکہ اس میں عورتوں کے ساتھ مشابہت پیدا ہوتی ہے اھ

([۱] الدرالمختار کتاب الشہادت باب قبول الشہادۃ مطبع مجتبائی دہلی ۲/ ۹۶)

([۱] ردالمحتار کتاب الشہادات باب قبول الشہادۃ داراحیاء التراث العربی بیروت ۴/ ۳۸۲)

واخرج ابن حبان فی صحیحہ عن ام المومنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا قالت کانت عندی جاریۃ من الانصار زوجتھا فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یاعائشۃ الا تغنین فان ھذا الحہ من الانصار یحبون الغناء[۲]، قالت القاری قال التورپشتی یحتمل ان یکون علی خطاب الغیبۃ

بجماعۃالنساءوالمراد منھن من تبعھافی ذٰلک من الاماءوالسفلۃفان الحرائر لیستنکفن من ذٰلک وان یکون علی خطاب الحضور لھن ویکون من اضافۃالفعل الی الٰامر بہ والاٰذن فیہ قلت ویؤیدہ الروایۃالاتیہ ار سلتم معھا من تغنی ۳؎ الخ

چنانچہ ابن حبان نے اپنی صحیح میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کے حوالے سے تخریج فرمائی مائی صاحبہ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس قبیلہ انصار کی ایک بچی تھی میں نے اپنی نگرانی میں اس کی شادی کرائی حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تم گاتی نہیں ہو کیونکہ انصار تو گانے کو پسند کرتے ہیں۔ ملا علی قاری نے فرمایا کہ محدث تورپشتی نے کہا یہاں اس لفظ "تغنین" میں احتمال ہے کہ غیبت کے طریقے پر عورتوں کی جماعت سے خطاب ہو اور ان سے وہ باندیاں اور معمولی عورتیں مراد ہوں جو اس بچی کے ساتھ بارات میں گئیں اس لئے کہ آزاد عورتیں اس کام سے نفرت کرتی تھیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ لفظ صیغہ حاضر کے طریقہ پر ہو جس کی مخاطب عورتیں ہوں اور فعل کی اضافت آمر اور اجازت دینے والے کی طرف ہو، میں کہتا ہوں کہ آئندہ کی روایت اس کی تائید کرتی ہے جس کے یہ الفاظ ہیں کیا تم نے دلھن کے ساتھ کسی گویّا عورت کو بھیجا ہے؟

(۲؎ موارد الظمان زوائد ابن حبان باب الغناء واللعب فی العرس حدیث ۲۰۲۱ المطبعۃالسلفیہ ص ۴۹۴)
(مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ ابن حبان فی صحیحہ کتاب النکاح باب اعلان النکاح مطبع مجتبائی دہلی ص ۲۷۲)
(۳؎ مرقاۃ المفاتیح کتاب النکاح باب اعلان النکاح الفصل الثانی مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۶/ ۳۱۴)

فتاوی رضویہ جلد ۲۳

اما الجلاجل فمن اللھو الباطل والنھی عنھا مشھور وفی زبر الصدور مزبور وذٰلک لما فیھا من التطریب وقد کرھوا ضرب الساذج علی ھیئۃ الطرب فکیف بما بہ فی نفسہ معیب وقد قدم الفاضل المجیب عن العلامۃ الشامی عن الفتاوی السراجیۃ ان ھذا ای جواز ضرب الدف فی العرس اذا لم تنھ لہ جلاجل ولم یضرب علی ھیئۃ التطرب اھ ولم یثبت وجودھا فی الدفوف فی زمن الحدیث والرسالۃ بل ھو لھو حدیث اخترعہ بعدہ اھل اللعب والبطالۃ فی المرقاۃ شرح المشکوٰۃ (فجعلت جویریات لنا) بالتصغیر قیل المراد بھن بنات الانصار لا المملوکات (یضربن بالدف) قیل تلک البنات لم یکن بالغات حد الشھوۃ وکان دفھن غیر مصحوب بالجلاجل، قال اکمل الدین المراد بہ الدف الذی کان فی زمن المتقدمین واما ما علیہ الجلاجل فینبغی ان یکون مکروھا بالاتفاق اھ ملخصا

رہا یہ کہ دف کی آواز گھنگرو اور گھنٹی کی جھنکار کی طرح ہو تو یہ لہو باطل میں شمار ہے اور اس سے ممانعت مشہور ہے چنانچہ یہ سینوں کی تختیوں پر لکھا ہوا ہے اس لئے کہ اس میں خوش آوازی اور سریلا پن ہے۔ حالانکہ فقہائے کرام نے کسی سادہ چیز کو گانے کی شکل اور ہیئت پر بجانے کو مکروہ قرار دیا ہے پھر اس کا کیا کہنا جو بذاتہ عیب دار ہو، چنانچہ فاضل مجیب علامہ شامی سے بحوالہ فتاوٰی سراجیہ پہلے نقل کیا ہے کہ شادی میں دف بجانے کا جواز اس شرط سے مشروط ہے کہ اس میں ٹن ٹن کی آواز نہ ہو اور وہ گانے کی ہیت پر بھی نہ بجایا جائے اور حدیث اور رسالت کے زمانے میں دف کے لئے ٹن ٹن کی سریلی آواز نہ تھی بلکہ یہ کھیل تماشے کی باتیں زمانہ رسالت کے بعد ارباب باطل نے ایجاد واختراع کرلیں چنانچہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ ہمارے ہاں چند چھوٹی بچیاں تھیں جو دف بجارہی تھیں، یہاں حدیث میں لفظ جویریات ہے جو جویریہ کی

جمع اور صیغہ تصغیر ہے کہا گیا کہ ان سے انصار کی چھوٹی بچیاں مراد ہیں لہذا باندیاں مراد نہیں، اور یہ بھی کہا گیا کہ مکمل جوان نہ تھیں اور ان کی دف کی آواز سریلی اور ٹن ٹن والی نہ تھی، چنانچہ علامہ اکمل الدین نے فرمایا ان کی دف سے زمانہ متقدمین کی دف مراد ہے۔ رہی وہ دف کہ جس کی گھنٹی جیسی آواز اور جھنکار ہو تو وہ بالاتفاق مکروہ ہے (ملخص پورا ہو گیا)

(۱ رد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ دار احیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۲۲۳)

(۱ مرقات المفاتیح کتاب النکاح باب اعلان الفصل الاول مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۶/ ۳۰۱)

ولا یذھبن عنک ان اللھو حقیقتہ حرام کلھا دقھا وجلتھا اما ما ابیح فی العرس ونحوہ من ضرب الدف وانشاد الاشعار المباحۃ بہ القصد المباح او المندوب لا للتلھی واللعب المعیوب فانما سمی لھوا صورۃ کما سمیت السنن الثلث ملاعبۃ الفرس والمرأۃ والرمی بذٰلک لذٰلک بالضرورۃ فلا منافاۃ بین حدیث قرظۃ بن کعب وابی مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہما وقول المحقق العینی وغیرہ انما کان منھیا اذا کان للھو اما لغیرہ فلا باس کطبل الغزاۃ والعرس ۲۔

یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ در حقیقت ہر لہو حرام ہے خواہ آلات لہو کی آواز باریک ہو یا موٹی، رہی یہ بات کہ شادی وغیرہ کے موقع پر دف بجانا مباح ہے اور مندوب ارادے سے جائز اشعار پڑھنا بشرطیکہ معیوب طریقے پر نہ ہو، تو ان تمام باتوں کے مباح ہونے کا حکم ہے البتہ اسے صورۃً لہو کہا گیا جیسا کہ تین کاموں کو (یعنی عورت اور گھوڑے سے کھیلنا اور تیز اندازی کرنا) جو در حقیقت سنت ہیں، اسی وجہ سے اس ضرورت کی بناء پر انھیں لہو کا نام دیا گیا لہذا قرظہ بن کعب اور ابو مسعود بدری رضی اللہ تعالٰی عنہما کی حدیث اور محقق عینی وغیرہ کے کلام میں کوئی تضاد نہیں کیونکہ دف بجانے کا جواز اس صورت میں ہے کہ جب بطور لہو نہ ہو ورنہ منع ہے۔ اس کی مثال جیسے غازیوں کا طبلہ اور شادیوں میں دف بجانا ہے۔ (۲)

فتوی رضویہ جلد ۲۳

اما ضرب بندقۃ الرصاص لاعلان النکاح فلا شک ان الاعلان مطلوب فیہ مندوب الیہ فصلا بین النکاح والسفاح الذی یکتم ولا یعلم والمقصود اعلام الاباعد والاقاصی فان الحضور یعلمونہ بالحضور ولذا امر بضرب الدفوف واضطراب الاصوات علی وجہ المعروف فان العلم للقاضی انما یحصل بما ھو متعارف عندھم وقد شملہ قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فصل ما بین الحلال والحرام الصوت والدف فی النکاح ۱۔ رواہ الائمۃ احمد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ وابن حبان والحاکم عن محمد بن حاطب الجمحی رضی اللہ تعالٰی حسنہ الترمذی وصححہ ابن حبان والدارقطنی والحاکم وابن طاھر فلم یخص بالدف بل اطلق الصوت وغایر بالعطف والبندقۃ صوت یحصل بہ الاعلام بل ادخل فی المرام قال القاری ابن الملک المراد الترغیب الی اعلان امر النکاح بحیث لایخفی علی الاباعد قال فی شرح السنۃ معناہ اعلان النکاح واضطراب الصوت بہ والذکر فی الناس کما یقال فلان قد ذھب صوتہ فی الناس ۱ھ فالنھی مفقود ویفید المقصود فالجواز موجود المنع مردود وھل لاحد ان ینھی عما لم ینہ عنہ اللہ ورسولہ جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔

رہی یہ بات کہ قلعی کی رائفل سے نکاح کی تشہیراور اعلان کرنا تو یہ مطلوب و مندوب ہے تاکہ نکاح اور بدکاری میں امتیاز ہو جائے کیونکہ بدکاری کو چھپایا جاتا ہے بتایا اور ظاہر نہیں کیا جاتا، جبکہ نکاح کی تشہیر کی جاتی ہے کیونکہ اس سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ انتہائی دور والے لوگ بھی آگاہ ہو جائیں کیونکہ قریب کے لوگ تو قرب وجوار میں ہونے کی وجہ سے اس معاملے کو بخوبی جانتے ہیں اس لئے دف بجانے اور آوازوں کے پھیلانے کا حکم طریقہ معروف کے مطابق دیا گیا ہے تاکہ قاضی کے لئے حصول علم اس کے مطابق ہو جائے جو لوگوں میں متعارف ہے اور حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا ارشاد اس کو شامل ہے کہ حلال حرام میں فرق نکاح کے موقع پر اعلان کرنے اور دف بجانے سے ہے۔ چنانچہ ائمہ کرام مثلاً احمد، نسائی، ترمذی ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے محمد بن حاطب جمحی کے حوالے سے اسے روایت کیا ہے امام ترمذی نے اس کی تحسین فرمائی۔ ابن حبان، دار قطنی، حاکم اور ابن طاہر نے اس کو صحیح قرار دیا ہے لہذا اعلان نکاح کو شارع نے دف بجانے کے ساتھ مخصوص نہیں کیا بلکہ صورت کو مطلق رکھا گیا اور دونوں میں حرف "و" تغایر کے لئے بڑھایا گیا اور رائفل سے ایسی آواز پیدا ہوتی ہے کہ جس سے آگاہی نصیب ہوتی ہے بلکہ اسے مقصود میں زیادہ دخل ہے۔ ملا علی قاری نے فرمایا علامہ ابن ملک نے کہا کہ اس سے امر نکاح کے اعلان کرنے کی رغبت مقصود ہے تاکہ دور دراز والے لوگوں پر یہ معاملہ پوشیدہ نہ رہے۔ شرح السنۃ میں فرمایا گیا کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ نکاح کا اعلان اور اس کی آواز کی نشر واشاعت ہو جائے اور لوگوں میں اس کا تذکرہ ہو جیسے کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص کی آواز لوگوں میں پھیل گئی اور ان تک پہنچ گئی، خلاصہ کلام یہ کہ نہی مفقود اور افادہ مقصود ہے اور جواز موجود اور ممانعت مردود ہے کیا کسی کے لئے گنجائش ہے کہ جس کام سے اللہ تعالٰی اور اس کے رسول گرامی منع نہ فرمائیں اس سے لوگوں کو روکے ہر گز ایسا نہیں ہو سکتا، اللہ تعالٰی کی شان عظیم ہے اور اس کے رسول کریم پر اس کی طرف سے ہدیہ درود و تسلیم ہو،

(۱جامع الترمذی ابواب النکاح باب ماجاء فی اعلان النکاح امین کمپنی دہلی ۱/ ۱۲۹)
(سنن النسائی کتاب النکاح اعلان النکاح بالصوت الخ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۲/ ۹۰)
(سنن ابن ماجہ ابواب النکاح اعلان النکاح بالصوت الخ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص۱۳۸)
(مسند احمد بن حنبل حدیث محمد بن حاطب رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۴۱۸و۴/ ۲۵۹)
(۱مرقاۃ المفاتیح کتاب النکاح باب اعلان النکاح الفصل الثانی مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ ۶/ ۳۱۴)

امازعم بعض جھلۃ الوھابیۃ ولعمری مافی الوھابیۃ الا الجھلۃ انہ اسراف والاسراف حرام فجھل منھم بمعنی الاسراف واعظم منہ ان اجھلھم تلافی تحریمہ ایۃ ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین ۱" ولم یدر ا لمسکین مافی الانفاق فی غرض محمود وفی مذموم اوفی عبث من بون مبین ولو کان کل انفاق شیئ فی غرض مباح بل ومحمود اسرافا مذموما اذا امکن حصولہ باقل منہ لکان کل توسع فی مأکل او مشرب او منکح او مرکب او ملبس او مسکن حراما وھو خلاف الاجماع والنصوص الصریحۃ بغیر نزاع وھذا ربنا عزوجل قائلا" قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبت من الرزق ۲"

رہا بعض جاہل وہابیوں کا یہ خیال کہ یہ اسراف ہے (مجھے اپنی بقا کی قسم وہابیوں میں سوائے جہالت کے کچھ نہیں، لہذا قول وہابیہ کہ یہ اسراف ہے اور اسراف حرام ہے۔ تو ان کا یہ قول معنی اسراف سے جہالت ہے اور اس سے بھی عظیم جہالت ان کے بڑے جاہل سے صادر ہوئی اس نے کام کی حرمت میں قرآن مجید کی آیۃ مبارک پڑھ لی "بے جا خرچ کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں" اور وہ بیچارہ یہ نہ سمجھا کہ اچھی اور

بری غرض اور بے فائدہ کام میں خرچ کرنے میں کتنا واضح اور کھلا فرق ہے اگر ہر خرچ کرنا مباح کام میں بلکہ اچھی غرض میں اسراف اور مذموم ہوتا تو جب اسی کا اس سے معمولی درجہ میں بھی حصول ممکن ہوتا پھر کھانے، پینے، نکاح کرنے، سواری، لباس اور جائے سکونت اور ان سب میں وسعت اختیار کرنا حرام ہوتا حالانکہ یہ اتفاق امت کے بالکل خلاف ہے اور صریح نصوص اس میں بغیر کسی نزاع کے وارد ہیں۔ غور کیجئے کہ ہمارا پروردگار عزت وعظمت کا مالک اپنے محبوب کریم کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمارہاہے، فرمادیجئے کس نے حرام کردی اللہ تعالٰی کی وہ زیب وزینت جو اس نے اپنے بندوں کے لئے ظاہر فرمائی اور وہ پاکیزہ کھانے کی چیزیں۔

(۱؎ القرآن الکریم ۱۷/ ۲۷) (۲؎ القرآن الکریم ۷/ ۳۲)

وھذا نبینا صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم قائلا ان اللہ تعالٰی یحب ان یرٰی اثر نعمتہ علی عبدہ رواہ الترمذی ۱؎ وحسنہ والحاکم وصححہ عن عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالٰی عنہما مع قولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فی الحدیث الصحیح بحسب ابن اٰدم القیمات یقمن صلبہ ۲؎ الحدیث، وجعل لمن ابی التثلیث وقد اجمعوا علی جوازہ حتی الشبع،

ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلاشبہہ اللہ تعالٰی اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ اپنے کسی بندے پر آثار نعمت دیکھے، چنانچہ امام ترمذی نے اس کو روایت کرکے اس کی تحسین فرمائی، اور حاکم نے اس کو عبداللہ بن عمرو سے روایت کیا اور اس کو صحیح قرار دیا۔ اس کے باوجود کہ حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام کا حدیث صحیح میں یہ ارشاد موجود ہے ابن آدم کے لئے غذا کے چند لقمے کافی ہیں جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھیں (الحدیث) ۔ یہ اس کے لئے مقرر فرمایا جس نے تین لقموں کا انکار کیا،

(۱؎ جامع الترمذی ابواب الادب باب ماجاء ان اللہ یحب ان یری اثرہ الخ امین کمپنی دہلی ۲/ ۱۰۵)

(المستدرک للحاکم کتاب الاطعمۃ باب ماجاء ان اللہ یحب ان یری اثرہ الخ دارالفکر بیروت ۴/ ۱۳۵)

(۲؎ جامع الترمذی ابواب الزہد باب ماجاء فی کراہیۃ کثرۃ الاکل امین کمپنی دہلی ۲/ ۶۰)

(سنن ابن ماجہ ابواب الاطعمہ باب الاقتصار فی الاکل ایچ ایم سعید کراچی ص ۲۴۸)

(الترغیب والترھیب الترہیب من الامعان فی الشبع مصطفی البابی مصر ۳/ ۱۳۶)

وانت تری ھؤلاء الناھین المجترین علی اللہ تعالٰی بما تصف السنتھم الکذب ۳؎ ان ھذا حرام وھذا ممنوع یاکلون الالوان ویلبسون الرقاق ویفعلون یفعلون ولو اجتزؤا بعشر ما انفقوا لکفٰی وضرب الدف ایضا لایخلو عن نفقۃ اما ثمن واما اجرۃ ولعلہ قد یفوق ثمن البارود وانما السرف الصرف الی غرض لایحمد وتعدی القصد وتجاوز الحد فانظر ان ھذا من ذٰلک واللہ یتولی ھداک نعم من اراد التفاخر فذٰلک الحرام جملۃ واحدۃ ان اللہ لایحب من کان مختالا فخورا ۱؎ والاختصاص لھذا بالدف والبندقۃ بل لو تلا قراٰن ونوی التفاخر لکان حراما محظورا والتالی اٰثما موزورا کما لایخفی فھذا ما عندنا فی الباب وربنا سبحانہ اعلم بالصواب وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا ومولٰنا والاٰل والاصحاب اٰمین۔

تم دیکھتے ہو کہ ان روکنے والوں اللہ تعالٰی پر جرأت کرنے والوں کو ایسی چیز سے جو ان کی زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں کہ یہ حرام ہے اور یہ منع ہے کہ لوگ رنگارنگ کھانے کھاتے ہیں باریک اور پتلا لباس پہنتے ہیں اور یہ اور وہ کرتے ہیں۔ کاش وہ لوگ اس دسویں حصے پر اکتفا کرتے جو انھوں نے خرچ کیا تو کافی تھا۔ اور یہ بھی خیال رہے کہ دف بجانا بھی خرچ سے خالی نہیں یا تو دف خریدنے پر خرچ آئے گا یا بجانے کی اجرت

دینی پڑے گی اور شاید بارود کی قیمت سے زیادہ ہو، اور خالص اسراف یہ ہے کہ ایسی غرض کے لئے خرچ کیا جائے جس میں کوئی حسن و خرابی اور فائدہ نہ ہو اور یہ میانہ روی سے متجاوز ہو لہذا غور کیجئے کہ یہ کہاں اور وہ کہاں (بلکہ دونوں میں واضح فرق ہے) اور اللہ تعالٰی تیری ہدایت کا مالک ہے۔ ہاں اگر کسی نے آپس کے خرچ کرنے سے فخر کرنے کا ارادہ کیا تو یہ بالکل حرام ہے کیونکہ اللہ تعالٰی اترانے والے فخر کرنیوالے کو پسند نہیں کرتا، لہذا حرمت کا دف اور بندوق سے کوئی اختصاص نہیں بلکہ اگر آپس میں تفاخر سے تلاوت کلام پاک کی جائے تو یہ بھی حرام اور ممنوع ہے۔ پس اس صورت میں تلاوت کرنے والا گنہ گار اور گناہ برداشتہ ہوگا جیسا کہ مخفی نہیں لہذا اس باب میں ہماری یہی تحقیق ہے۔ اور ہمارا پاک پروردگار راہ صواب کو اچھی طرح جانتا ہے۔ ہمارے آقا و سردار اور ان کی آل اولاد و صحابہ پر اللہ تعالٰی کی خصوصی باران رحمت ہو۔ آمین! (ت)

(۳القرآن الکریم ۴/ ۳۶) (۱القرآن الکریم ۴/ ۳۶)

فتوی رضویہ جلد ۲۳

اخرج عبدالرزاق فی مصنفہ عن یحیٰی بن العلاء عن بشیر بن نمیر عن مکحول ثنا یزید بن عبدربہ عن صفوان بن امیہ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال کنا عند رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فجاءہ عمرو بن قرۃ فقال یارسول اللہ ان اللہ قد کتب علیّ الشقوۃ وما اراني ارزق الا من دفی بکفی فاذن لی بالغناء من غیر فاحشۃ فقال لا اذن لک ولا کرامۃ ولا نعمۃ ابتغ علٰی نفسلک وعیالک حلالا فان ذٰلک جہاد فی سبیل اللہ واعلم ان عون اللہ تعالٰی مع صالح التجار ھکذا اخرجہ فی معرفۃ الصحابۃ من طریق الحسن بن الربیع عن عبدالرزاق ذکرہ الحافظ فی الاصابۃ۱۔

محدّث عبدالرزاق نے اپنے مصنّف میں تخریج فرمائی یحیٰی بن علا کے حوالے سے اس نے بشر بن نمیر اس نے مکحول سے اس نے فرمایا ہم سے فرمایا یزید بن عبدربہ نے اس نے صفوان بن امیہ کے حوالے سے (اللہ تعالٰی ان سے راضی ہو) اس نے کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر تھے کہ عمرو بن قُرہ آئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! بیشک اللہ تعالٰی نے مجھ پر تنگ دستی لکھ دی اور میں نہیں سمجھتا کہ مجھے رزق دیا جائے گا مگر میرے دف بجانے سے جو میری ہتھیلی میں ہے لٰہذا مجھے ایسے گانے کی اجازت دیں جو فحش نہ ہو۔ آپ نے فرمایا تمہیں قطعاً اجازت نہیں اس عمل میں کوئی شرافت اور فائدہ نہیں لہذا اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لئے حلال روزی تلاش کرو کیونکہ حلال روزی کی تلاش بھی اللہ تعالٰی کی راہ میں (ایک گونہ) جہاد ہے، اور جان لو کہ اللہ تعالٰی کی مدد نیک تاجروں کے ساتھ ہے۔ یونہی اس کی تخریج فرمائی معرفۃ الصحابۃ میں حسن بن ابی الربیع کے طریقہ سے بحوالہ عبدالرزاق۔ حافظ نے اس کو الاصابہ میں ذکر کیا ہے۔ (ت)

(۱الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ ترجمہ ۵۹۴۲ عمرو بن قرۃ دار صادر بیروت ۳ /۱۱)

فتوی رضویہ جلد ۲۳

مسئلہ ۳۵ : از بنارس مسئولہ جناب مولوی ابراہیم صاحب ۲۷ شعبان ۱۳۳۸ھ

کیافرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بارات کے ساتھ چند دف بجاتے ہوئے لے چلنا جیسا آج کل مروّج ہے یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: شادی میں دف کی اجازت ہے مگر تین شرط سے:

(۱) ہیئات تطرب پر نہ بجایا جائے یعنی رعایت قواعد موسیقی نہ ہو ایک یہی شرط اس مروج کے منع کو بس ہے کہ ضرور تال سم پر بجاتے ہیں۔

(۲) بجانے والے مرد نہ ہوں کہ ان کو مطلقاً مکروہ ہے۔

(۳) عزت دار بیبیاں نہ ہوں، نص علٰی کل ذٰلک فی ردالمحتار (ردالمحتار میں اس سارے مسئلہ کی تصریح کر دی گئی ہے۔ت) واللہ تعالٰی اعلم

فتاوی رضویہ جلد ۲۴

میں تشریف لائے چھوکریاں دف بجا کر میرے باپ چچا جو بدر میں شہید ہوئے تھے ان کے اوصاف گاتی تھیں اس میں کوئی بولی ع وفینا نبی یعلم مافی غد ہم میں وہ نبی ہیں جنہیں آئندہ کا حال معلوم ہے

صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

اس پر سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: دعی ھٰذا وقولی بالذی کنت تقولین ۲؎ اسے رہنے دے اور جو کچھ پہلے کہہ رہی تھی وہی کہے جا۔

(۲؎ صحیح البخاری کتاب النکاح باب ضرب الدف فی النکاح والولیمۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲ /۷۷۳)

(سنن ابی داود کتاب الادب باب فی الغناء آفتاب عالم پریس لاہور ۲ /۳۱۸)

(سنن الترمذی کتاب النکاح حدیث ۱۰۹۲ دارالفکر بیروت ۲ /۳۴۷)

(سنن ابن ماجۃ ابواب النکاح باب الغناء والدف ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۱۳۸)

(مسند احمد بن حنبل حدیث الربیع بنت معوذ المکتب الاسلامی بیروت ۶ /۳۵۹)

اقول: وباللہ التوفیق امام الوہابیہ اس حدیث کو شرک فی العلم کی فصل میں لایا جسے کہا: "اس فصل میں ان آیتوں حدیثوں کا ذکر ہے جس سے اشراک فی العلم کی برائی ثابت ہوتی ہے ۱؎۔"

(۱؎ تقویۃ الایمان الفصل الثانی مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۸)

تو وہ اس حدیث سے ثابت کرنا چاہتا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف آئندہ بات جاننے کی اسناد مطلقاً شرک ہے اگرچہ بعطائے الٰہی جانے کہ اس نے صاف کہہ دیا: "پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے ہر طرح شرک ہے ۲؎۔"

(۲؎ تقویۃ الایمان پہلا باب مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۷)

اور خود مصرع مذکور کا مطلب ہی یوں بتایا کہ: "چھوکریاں گانے لگیں اور اس میں پیغمبر خدا کی تعریف یہ کہی ان کو اللہ نے ایسا مرتبہ دیا ہے کہ آئندہ کی باتیں جانتے ہیں ۳؎۔"

(۳ تقویۃ الایمان الفصل الثانی مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۸)

بایں ہمہ حدیث کو شرک فی العلم کی فصل میں لایا مگر جب حدیث میں حکم شرک کی بُو اصلاً نہ پائی تو خود ہی اپنے دعوے سے تنزل پر آیا اور صرف اتنا لکھنے پر بس کی: "اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انبیاء کی جناب میں یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی باتیں جانتے ہیں، پیغمبر خدا نے اس قسم کا شعر اپنی تعریف کا انصار کی چھوکریوں کو گانے بھی نہ دیا چہ جائیکہ عاقل مرد اس کو کہے یا سن کر پسند کرے ۴ ـ"

(۴ تقویۃ الایمان الفصل الثانی مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ لاہور ص ۱۸)

--------------۔آگے تحریر فرماتے ہیں

اولاً: ممکن ہے کہ لہو ولعب کے وقت اپنی نعت اور وہ بھی زنانے گانے اور وہ بھی دف بجانے میں پسند نہ فرمائی، لہذا ارشاد ہوا: اسے رہنے دو اور وہی پہلے گیت گاؤ۔ ارشاد الساری، لمعات و مرقات وغیرہ میں اس احتمال کی تصریح ہے

فتاوی رضویہ جلد ۳۰